Fikr-o-Nasar (Islamabad) 19:9 (1982)

اسـلام کی معـاشی تعلیمـات

پیر محمد کرم شاہ الازھری

انسان نہ صرف روح کا نام ہے نہ فقط جسم کا بلکہ دونوں کے مجموعے کو انسان کہا جاتا ہے۔ اس لئے نوع انسانی کا عالم گیر اور ابدی دین وھی ھو سکتا ہے جو روح اور جسم دونوں کے تقاضوں کو پورا کرے، جو دونوں کی نشوونما اور بالیدگی کا ضامن ھو، دونوں میں باھمی کشمکش اور محاذ آرائی کو ختم کرے اور ان میں ایسی ھم آھنگی پیدا کر دے کہ دونوں ایک ھی راہ پر ایک ھی منزل کی طرف رواں دواں رھیں۔

مذھب کے نام پر جو نظام ھائے حیات اس وقت موجود ھیں وہ مادی نظام ھائے فکر سے مات کھا چکے ھیں۔ اب یا تو وہ نجی زندگی کی چار دیواری میں پناہ گزین ھیں اور پناہ گزینوں کی طرح ایک بے اثر اور غیر آبرومندانہ زندگی کے دن پورے کر رھے ھیں اور یا انھوں نے مادی نظاموں کے باطل افکار کے ساتھ مصالحت کر لی ہے۔ اپنے ماننے والوں سے اب وہ یہ تقاضا نہیں کرسکتے کہ وہ بے راہ روی کو چھوڑ دیں۔ ان کا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ اس مذھب کا لیبل اپنے اوپر چسپاں کئے رکھیں۔ اس کے بعد جو جی میں آئے کریں، شراب پیئیں، جوا کھیلیں، قماربازی کیلئے عالیشان زینو تعمیر کریں، شبینہ کلبوں میں دادعیش دیں، ننگے ناچ ناچیں، حیوانی جذبات کی تسکین کیلئے وہ بے شک غیر حیوانی طریقے اختیار کریں، حتی کے مرد، مرد کے ساتھ برملا شادیاں رچائیں، انھیں قانونی جواز اور عدالتی تحفظ میسر آ جائے گا۔ وہ سودی کاروبار کریں،

جس طرح جی میں آئے ضرورت مندوں کا خون چوستے رہیں ، مذہب کوئی مزاحمت نہ کرے گا ۔ مغربی یورپ اور امریکہ وغیرہ میں عیسائیت کی بے بسی اور مجبوری دیکھ کر باشعور انسان کی آنکھوں سے خون کے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں ۔

رہے موجودہ دور کے مادی نظام ، تو ان کے علم برداروں کے نزدیک انسان کے انسانی پہلو کی کوئی قدروقیمت نہیں ۔ انہوں نے اس کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے ۔ رہا انسان کا حیوانی پہلو ، تو اس میں بھی سرمایہ داری اور اشتراکیت کے نظاموں میں جو خوفناک تصادم برپا ہے ، اس نے انسانیت کا حلیہ بگاڑ دیا ہے بلکہ اس کی هڈیاں پیس کر رکھ دی ہیں ۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو تہس نہس کرنے کیلئے اپنے جنگی ذخائر میں ہر آن مہلک ترین اسلحہ کا اضافہ کرتے جا رہے ہیں ۔ جب بھی کسی نے بٹن دبایا تو دنیا بھر میں ایک ایسا کہرام مچے گا جو مشرق ومغرب دونوں کو تباہ وبرباد کر دے گا

نظام سرمایہ داری اگر انسان کی محنت اور عرق ریزی کو کوئی وقعت نہیں دیتا تو اشتراکی کیمپ انسان کی حریت ضمیر اور آزادئ فکر کو برداشت نہیں کرتا اور اسے آهنی زنجیروں میں جکڑدینے کےدرپے ہے ۔ اس ہنگامہ داروگیر میں کہیں امید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ سرورکائنات، فخر موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین فطرت ہے جسے ہم اسلام کے نام سے پہچانتے ہیں ۔ میں یہاں بڑے اختصار کے ساتھ ان خطوط کا اجمالی تذکرہ کروں گا جو اس دین حنیف نے انسانی زندگی کو متوازن ، خوشحال اور پاکیزہ وبابرکت بنانے کیلئے پیش کئے ہیں ۔

دیگر مذاهب کی طرح اسلام نے انسان کی جسمانی زندگی ، اس کے

تقاضوں اور اسکی مادی ضرورتوں کو ہر گز نظر انداز نہیں کیا ۔ یہ نہیں کہا کہ آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے ترک دنیا ناگزیر ہے۔ اپنے ماننے والوں کو ، جنگلوں ، پہاڑوں ، ویران جزیروں میں بھاگ جانے کی ہرگز اجازت نہیں دی ۔ اسلام کے نزدیک انسان میں مستور ممکنہ قوتیں فقط اسی وقت بیدار ہوتی ہیں جب وہ کشمکش حیات میں بھرپور حصہ لیتا ہے۔ اس کی توانائیوں کی آزمائش کیلئے حادثات سے ٹکرانا ضروری ہے ۔ زندگی کی گراں باریوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے کسی گوشہ عافیت میں پناہ لینا مؤمن کیلئے جائز نہیں ۔ اس کے ھادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت سے فرمایا ۔

"لارھبانیة فی الاسلام " (اسلام میں رھبانیت نہیں) اس لئے قرآن کریم و احادیث نبوی میں بڑے شوق آفرین انداز میں کسب مال،اکتساب دولت اور حصول منفعت کی دعوت دی گئی ہے ۔ ارشاد گرامی ہے ۔

فاذا قضیت الصلوة فانتشرو فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (۱)

(یعنی جب نماز سے فارغ ہو جاؤتو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالی کے فضل کو تلاش کرو ۔)

چنانچہ اس آیت میں مال کو فضل الٰہی فرما کر اس کی عزت افزائی کی گئی ہے ۔ اسی طرح سورۃ فاطر میں ہے ۔

وتری الفلک فیه مواخر لتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون (۲)

(یعنی تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ پانی کو چیر کر جا رہی ہیں ، تاکہ تم اسکا فضل تلاش کرو تاکہ تم اس کا شکر ادا کر سکو)۔

یہاں بھی مال کو اپنا فضل فرمایا ہے۔ سورہ نساء میں مال کو زندگی کا سہارا کہا گیا ہے اور یہ ھدایت کی گئی ہے کہ اپنے اموال احمقوں اور نادانوں کے سپرد نہ کرو تاکہ وہ سوئے تصرف سے زندگی کے اس سہارے

سے تمہیں محروم نہ کر دیں ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔

ولا تؤ توا السفهاء اموالكم التی جعل الله لكم قياما (۳)

احادیث طیبہ میں بھی مسلمانوں کو کسب حلال کی رغبت دلائی گئی ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

"طلب الحلال فريضة بعد الفريضة "(۴)۔

رزق حلال کی تلاش ہر مسلمان پر فرض ہے ، عن رافع بن خديج ، قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أى الكسب الطيب قال عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور (مسند احمد بن حنبل ج ۴ :۱۴۰)۔

(رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ ، کونسی کمائی سب سے پاکیزہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ " آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت ")۔

ان آیات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو کسب حلال سے روکتا نہیں ہے بلکہ رغبت دلاتا ہے اور ان کی جدوجہد کوعزت واحترام کی نظرسے دیکھتا ہےلیکن اسکے باوجود وہ مال کمانے کی کھلی اجازت نہیں دیتا بلکہ اکتساب مال کے بعض ذرائع کو جائز قرار دیتا ہے اور بعض کو ناجائز ۔ وسائل معاش میں جائز اور ناجائز ، حرام وحلال کی اساس یہ ہے کہ تمام وہ ذرائع جن میں دوسرے شخص کی ضرورت ، مجبوری ، سادہ لوحی یا ناتجربہ کاری سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہو یا دھوکہ دھی یا جبر سے کسی کا مال ھتھیا لیا گیا ہو وہ تمام وسائل شریعت میں ممنوع اور خلاف قانون ہیں ۔ سود ، جوا ، ذخیرہ اندوزی ، رشوت ، بلیک مارکیٹنگ ، اور دیگر ہر قسم کی دھاندلیاں اسلام کے نزدیک حرام ہیں ۔ ان ذرائع سے کمایا ہوا روپیہ اگر خدا کی راہ میں بھی خرچ کر دیا جائے تو اس کی پذیرائی نہیں ہوتی ۔ ایسے

رزق سے جسم میں جو قطرہ خون بنتا ہے اور جو گوشت پوست کی صورت اختیار کرتا ہے۔ ارشاد مصطفوی کے مطابق وہ جہنم میں جلایا جائے گا۔

دولت کی کثرت اور فراوانی قلب و ذہن میں بسا اوقات بڑے ناخوش گوار تاثرات پیدا کر دیتی ہے۔ کم ظرف انسان دولت ھی کو شرف انسانی کا معیار سمجھنے لگتے ھیں ۔ ھر وہ شخص جو دولت میں ان سے فروتر ھو ، ان کی نگاھوں میں گھٹیا اور حقیر دکھائی دینے لگتا ہے۔
اور ھر وہ شخص جو ان سے زیادہ دولت مند ھوتا ہے وہ انہیں معظم ومحترم نظر آنے لگتا ہے۔ دولت کی حرص تیز تر ھوتی جاتی ہے وہ دولت پیدا کرنے والے ھاتھوں کو صحیح معاوضہ دینا بھی گوارا نہیں کرتا ۔ وہ اپنی دولت کے بل بوتے پر معصوم عورتوں کی عصمتوں کو داغ دار اور محترم حقوق کو زک پہنچانے سے باز نہیں آتا ۔ وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ زیرک اور دانشور شمار کرنے لگتا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ فتور پیدا ھو جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک وھی برگزیدہ خلائق ہے اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے بارگاہ الٰہی سے اسے سند جواز حاصل ہے۔ وہ ملکی دولت کے سارے ستونوں کا رخ زوروجبر سے یا مکروفریب سے اپنی طرف پھیرنے میں سرگرم ھو جاتا ہے۔ اس کی آتش جوع ھر دم بھڑکتی رھتی ہے۔ اس کی تشنہ لبی میں ثروت کی بے پناہ کثرت کے باوجود کوئی کمی نہیں ھوتی ۔ اسلام ایسے انسان کو اپنے معاشرہ میں ھرگز گوارا نہیں کرتا ۔ وہ اپنے ماننے والوں کی ابتداء سے ھی ایسی تربیت کرتا ہے اور ان کو ایسی راہ پر گامزن کرتا ہے کہ اس کی زندگی میں ایسا کوئی مرحلہ نہ آئے جب وہ دوسرے انسانوں کی شرافت اور احترام کو صرف دولت کے معیار پر پرکھنے کا خوگر ھو جائے ۔وہ تمام وسائل جن کی وجہ سے دولت

کا بہاؤ کسی فرد واحد یا معاشرہ کے ایک مخصوص طبقہ کی طرف مڑ جاتا ہے اسلام نے ان کو ھمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے۔ وہ ممالک جہاں سرمایہ داری کا عفریت اپنے ھموطنوں کا خون چوس رہا ہے اور ضرورت مندوں کی ھڈیوں کو چبا رہا ہے اگر انکے حالات کو آپ بنظر غائر سے دیکھیں تو آپ کس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ دولت کی اس غیر متوازن اور ظالمانہ تقسیم میں ان وسائل معاش کا ھی عمل‌دخل ہے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ جو قوم یا جس ملک کے باشندے اسلامی وسائل معاش کی اس تقسیم پر ایمان رکھتے ھیں اور حرام ذرائع سے ایک پائی کمانا بھی جرم تصور کرتے ھیں وھاں کے معاشرے میں دولت کی یہ ظالمانہ تقسیم آپ کو نظر نہیں آئے گی۔

دوسرے ازموں کے برعکس ، اسلام کا انداز اصلاح یہ نہیں کہ پہلے غلاظت کے ڈھیروں کو جمع ہونے کی کھلی چھٹی دی جائے اور جب ان کی عفونت سے دماغ پھٹنے لگے ، تو ان غلاظت کے ڈھیروں کو دور کرنے کی مجنونانہ مہم میں تخریب کاری کو روا رکھنا شروع کر دیا جائے۔ ابتداء میں مرض کا سدباب نہ کیا ، جب جسم کے ھر حصہ کو وہ متاثر کر چکیں تو پھر اس کے علاج کیلئے قطع وبرید کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسلام ان راستوں کو ھی بند کر دیتا ہے اور ان دروازوں کو ھی مسدود قرار دیتا ہے، جہاں سے اس قسم کی خرابیاں معاشرہ میں داخل ھوتی ھیں۔ اگر ایک سود کو کسی ملک میں حتمی طور پر بند کر دیا جائے تو وھاں چند دنوں کے اندر سرمایہ داری کا ظالمانہ نظام دم توڑ دے گا ۔ اگر رشوت ، جوأبازی،ذخیرہ اندوزی کی لعنتوں سے کوئی قوم اپنا دامن بچالے تو معاشی ناھمواریاں اور خوف ناک نشیب وفراز کا نام ونشان بھی باقی نہیں رھے گا ۔ اسلام نے وہ تمام راھیں بند کر دی ھیں جن کے ذریعے

سرمایہ داری کو غذا پہنچتی ہے اور اس کا دیو انسانی شرافت کے مقدس اور نورانی میناروں کو پامال کرنے کی تدبیریں سوچنے لگتا ہے۔

پاکستان میں موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے سے پہلے بائیس خاندانوں کے خلاف بڑا شور مچایا گیا ۔ ان کو وطن کا غدار، ان کو غریبوں کا حق غصب کرنے والا ، محنت کش طبقہ کا خون چوسنے والا اور معلوم نہیں کن کن القابات وخطابات سے نوازا گیا ۔ لیکن اس تحریک کے علمبرداروں کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ ان اسباب وعوامل کا تجزیہ کریں جن کی وجہ سے بائیس خاندان معرض وجود میں آئے ۔ ان کے زمانہ اقتدار میں ہی پاکستان کی معاشی حالت زبوں سے زبوں تر ہوتی چلی گئی ۔ پہلے صرف بائیس خاندان تھے اب کئی سو بلکہ کئی ہزار اس قسم کے مگرمچھ پیدا ہو گئے ہیں جو عوام کی ہڈیاں چبانا اپنا پیدائشی حق تصور کرنے لگتے ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ، اس میں بار بار سرمایہ دارانہ ذہن کی سفاکیوں ، فتنہ انگیزیوں اور مفسدہ پردازیوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ارشاد خداوندی ہے

فاذا اردنا ان نهلک قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا (۵) ۔

(جب دولت مند اور متمول طبقہ فسق و فجور کا بازار گرم کر دیتا ہے تو ان پر نزول عذاب لازم ہو جاتا ہے اور ہم انہیں تباہ وبرباد کرکے رکھ دیتے ہیں)۔

سورۂ سبا میں ہے کہ دولت کی فراوانی کے باعث ان کے امرأ و اغنیأ کے ذہن اتنے بانجھ ہو گئے تھے کہ جو انبیاء اپنی صداقت کی روشن نشانیاں لے کر مبعوث کئے گئے تھے اور جن کی آمد کا مقصد صرف یہ تھا

که انهیں ان بدکاریوں کے ہولناک انجام سے بروقت متنبہ کریں ، انہوں نے کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور اپنی غلط فہمی کا برملا اظہار کر دیا کہ ان کے پاس دولت کی فراوانی ہے ان کے بیٹوں کی تعداد کافی ہے کوئی طاقت انھیں سزا نہیں دے سکتی -

ارشاد خداوندی ہے۔

وما ارسلنا فی قریة من نذیرالاقال مترفوھا انابما ارسلتم به کافرون وقالوا نحن اکثر اموالاً و اولاداً وما نحن بمعذبین (٦)۔

(جب ہم کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجتے ہیں تو وہاں کا دولت مند طبقہ برملا کہہ دیتا ہے کہ ہم تمہاری دعوت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ۔ ہمارے پاس دولت کے انبار ہیں اور اولاد کثیر ہے ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جا سکتا) ۔

اس لئے اسلامی معاشرے میں سرمایہ داروں کے پنپنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسانی فطرت کے ساتھ برسربیکار ہونے کی جو حماقت اشتراکیت نے کی ہے اسلام کا دامن اس سے بھی یکسر منزہ ہے۔ روس میں اشتراکی انقلاب کو برپا ہوئے پچاس سال کا عرصہ گزر چکا ہے ، انفرادی ملکیت کو ختم کرنے کیلئے بڑے ھی پاپڑ بیلے گئے ہیں اور مظالم کی انتہا کر دی گئی ہے۔ صرف روس میں نجی جائداد کو اپنے قبضے میں لینے کیلئے کروڑوں روسیوں کا خون بہایا گیا لیکن انسانی فطرت کو مسخ کرنے یا بدلنے کی مہم میں انہیں کامیابی نہیں ہوئی ۔ اسلام جس طرح عقیدہ ، تقریر وتحریر کی آزادی کی ضمانت دیتا ہے اسی طرح وہ انسان کی حریت عملی پر بھی بے جا پابندیاں لگانے کا قائل نہیں ۔ جب تک کوئی شخص اسلام کی وضع کردہ حدود کو پامال نہیں کرتا وہ اپنی تخلیقی اور تعمیری قوتوں کو

بروئے کار لانے میں بالکل آزاد ہے اور اسلام اس کو اس آزادی کی ضمانت دیتا ہے اور وہ اپنے عمل سے جو جائز ثمرات حاصل کرے گا اس کی حفاظت کا اس سے عہد کرتا ہے۔ اگر مملکت اسلامیہ کا کوئی شہری قواعد وضوابط کی پابندی کرتے ہوئے جائز اور حلال ذرائع سے دولت کماتا ہے تو اسلام ایسے شخص کو معاشرہ کا بہترین فرد شمار کرتا ہے لیکن اس طرح کی کمائی ہوئی دولت کو بھی ایسے حکیمانہ انداز سے ایک ہاتھ سے لے کر متعدد اشخاص میں بانٹ دیتا ہے کہ دولت کی فراوانی سے جن برے نتائج کے ظہور کا خطرہ ہوتا ہے ان کا سدباب بھی ہو جاتا ہے اور کسی کی دل شکنی اور دل آزاری بھی نہیں ہوتی اور کسی کے جوش عمل میں کوئی ضعف پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہے اسلام کا نظام وراثت و وصیت، جس میں متوفی کی متروکہ ،منقولہ اور غیرمنقولہ دولت اس کے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، ماں باپ، اور بعض حالتوں میں اسکے کئی دوسرے قریبی رشتہ داروں میں بٹ جاتی ہے۔ وصیت کے ذریعے وہ اپنی متروکہ دولت کا ایک تہائی حصہ غیروارثوں کو بھی دے سکتا ہے۔ اسلام ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ صرف بڑا بیٹا جدی جائیداد کا وارث ہو اور باقی اولاد کو محروم کر دیا جائے یا صرف بیٹوں کو وراثت میں سے حصہ ملے اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جائے یا کوئی شخص کسی ترنگ میں آکر اپنے وارثوں کو محروم کر دے اور غیر وارث کو ساری جائیداد کا مالک بنا دے، جس طرح یورپ کے نام نہاد ومہذب اور شائستہ لوگ ساری جائیداد اپنے کتوں اور بلیوں کے نام وصیت کر جاتے ھیں اور اپنے وارثوں کو محروم کر دیتے ھیں۔

ہر ملک خواہ وہ معاشی طور پر ترقی یافتہ ھی کیوں نہ ہو، ایک طبقہ

ایسا ضرور ہوتا ہے جو بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر افلاس وتنگدستی کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے صاحب حیثیت لوگوں پر ڈالی ہے۔ جہاں اپنی عبادت کا ذکر کیا ہے وہاں حاجت مندوں کی اعانت کرنے کا حکم بھی دیا ہے اور متعدد مقامات پر اس کی تصریح کر دی ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف رسوم عبادات کو ہی بجا لانا نیکی نہیں بلکہ صدق دل سے ایمان لانا اور اللہ تعالی کی محبت کیلئے اپنے رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں میں مال تقسیم کرنا حقیقی نیکی ہے۔ فرمایا۔

لیس البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتاب والنبیین واٰتی المال علی حبه ، ذوی القربٰی والیتامٰی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ۔(۷)

(نیکی بس یہی نہیں کہ نماز میں تم اپنا رخ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو ، بلکہ نیکی کا کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر ، روز قیامت پر ، اور فرشتوں اور کتاب پر ، اور سب نبیوں پر ، اور اپنا مال اللہ تعالی کی محبت کے باعث ، رشتہ داروں ، یتیموں ، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دے اور غلاموں کو آزاد کرائے ۔)

سورۂ مدثر میں بڑے مؤثر پیرائے میں اس حقیقت کو ایک نئے انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ " اہل جنت اہل جہنم سے پوچھیں گے " ماسلککم فی سقر (تمہیں کون سا جرم دوزخ میں لے گیا ، تو وہ جواب دینگے ۔

قالو لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین (کہ ہم اس جرم کی پاداش میں دوزخ کا ایندھن بنا دیئے گئے کہ ہم نہ تو نماز پڑھتے تھے اور نہ مسکین کو کھانا کھلاتے تھے)

گویا قرآن کریم کی نظر میں نماز ادا نہ کرنا اور کسی غریب کی ضروریات زندگی کو بہم نہ پہنچانا دونوں یکساں نوعیت کے گناہ ھیں بلکہ سورۂ ماعون میں بڑی وضاحت سے بتا دیا کہ جو شخص یتیموں کی توھین کرتا ہے ان کو اپنے ھاں سے دھکے دے کر نکال دیتا ہے اور مساکین وغربا کی ضرورتوں کو بہم پہنچانے کی ترغیب نہیں دلاتا ۔ وہ قیامت پر یقین ھی نہیں رکھتا ، فرمایا :

أرایت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولایحض علی طعام المسکین (۸)

(جو لوگ اللہ تعالی کے دیئے ہوئے رزق سے غریبوں کی امداد نہیں کرتے اور ان کی ضروریات کی بہم رسانی میں اپنا فرض ادا نہیں کرتے ، ان کے بارے میں قرآن کریم کی دل دھلا دینے والے ارشادات سماعت فرمائیے ، ارشاد ہے ۔

خذوہ فغلوہ ، ثم الجحیم صلوہ ، ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لایومن باللہ العظیم ، ولایحض علی طعام المسکین (۹)

(اس کو پکڑ لو ، اس کی گردن میں طوق ڈال دو ، پھر اسے بھڑکتی آگ میں پھینک دو ، پھر اسے ستر گز لمبی زنجیر میں جکڑ دو یہ (بدبخت) خداوند عظیم پر ایمان نہیں لایا تھا اور نہ ھی وہ غریبوں کو خوراک مہیا کرنے کی ترغیب دیتا تھا)۔

ان آیات میں جو رعب اور جلال ہے اس سے دل کانپ اٹھتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ھیں اور ایک منصف مزاج انسان پر یہ حقیقت آشکارا ھو جاتی ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کی مادی ضروریات کو انتہائی اھمیت دی ہے ، اور جو شخص اپنے ضرورت مند بھائیوں کی امداد کی طرف متوجہ نہیں ھوتا ، وہ قیامت کا منکر ہے اور اللہ تعالی کی

توحید پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کا ان برکتوں میں کوئی حصہ نہیں جو اسلام کے زیر سایہ انسان کو نصیب ہوتی ہیں ۔ اسلام نے صرف پند وموعظمت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ قانونی طور پر ضرورت مند لوگوں کی کفالت کو اسلامی معاشرہ پر لازمی قرار دیا ہے جس کی ادائیگی ہر شخص پر حسب حیثیت لازم ہے ۔ کہیں اس کے علاوہ مختلف دل نشین اسالیب سے ضرورتمند لوگوں کی امداد کا دلوں میں شوق پیدا کر دیا کہیں فرمایا کہ ان لوگوں کی امداد کیلئے جو تم خرچ کرتے ہو وہ گویا تم اپنے پروردگار کو قرض دے رہے ہو ، جو تمہیں یقیناً واپس ملے گا ، کہیں فرمایا کہ اگر تم ضرورت مند بھائیوں کی امداد کیلئے ایک روپیہ خرچ کرو گے تو اللہ تعالی اس کے عوض دس گنا تمہیں عنایت فرمائے گا اور زیادہ کوئی حد نہیں ۔ ذرا اس آیت کو بھی گوش ہوش سے سماعت فرمائیے ، اس آیت کو سننے کے بعد اور اس کو سمجھ لینے کے بعد دل میں ایسا ولولہ اٹھتا ہے کہ ہر چیز اپنے ضرورت مند بھائیوں کی امداد کیلئے لٹا دینے کو جی چاہتا ہے ۔

ومثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأتة حبه واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (۱۰)

(یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ ہو جو آگے اور اس میں سات خوشے لگیں اور ہر خوشہ میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالی اس سے بھی زیادہ کر دیتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے ۔)

یہی وہ پاکیزہ تعلیمات تھیں ، یہی وہ صحیح تربیت تھی ، یہی وہ قرآن کا اعجاز تھا ، اور یہی وہ اسلام کا روح پرور نظام تھا ، جس نے ان قوموں کی کایا پلٹ دی جنھوں نے اس کو قبول کیا اور ان ملکوں کو

جنت نظیر بنا دیا جہاں اس کی برکتوں والا پرچم لہرایا ۔

قرآن کریم کی اعجاز آفرینی آج بھی اپنے شباب پر ہے اسلام کی برکتوں اور سعادتوں کا چشمۂ شیریں آج بھی ابل رہا ہے۔ حضور نبی کریم کی ردائے رحمة للعٰلمینی اتنی وسیع ہے کہ ستم رسیدہ افلاس گزیدہ انسانیت کو اس کے ظل عاطفت میں پناہ مل سکتی ہے بشرطیکہ ہم منافقت کو ترک کر دیں ، شک و ارتیاب کی دلدل سے اپنے آپ کو نکالیں ، ایمان صادق ، اور یقین محکم ، کے ساتھ ان تعلیمات کو اپنالیں جو اللہ تعالی نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیه وسلم کے ذریعے سے ہمارے لئے بلکہ ساری دنیائے انسانیت کیلئے نازل فرمائی ہیں ۔

حــوالہ جــات

(۱) سورۃ جمعہ آیت نمبر ۱۰

(۲) سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۲

(۳) سورۃ النساء آیت نمبر ۵

(۳) رواهُ البیہقی

(۵) سورۃ الأسرأ آیت نمبر ۱٦

(٦) سورۃ سبأ آیت نمبر ۳۴

(۷) سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۷۷

(۸) سورۃ ماعون آیت نمبر ۱۔ ۳

(۹) سورۃ الحاقه آیت نمبر ۳۰ تا ۳۴

(۱۰) سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲٦۱